ایک حدیث

تربیتِ اولاد اور ضبطِ ولادت

سنن ابوداؤد میں حضرت عوف بن مالک اشجعی سے حضور اکرمؐ کا ایک ارشاد یوں درج ہے:

انا وامرأة سفعاء الخدین کھاتین یوم القیمة ـــ واومأ بالوسطی والسبابة ـــ امرأة آمت من زوجھا ذات منصب وجمال حبست نفسھا علی یتاماھا حتی بانوا او ماتوا۔

میں اور وہ عزت و حسن والی بیوہ عورت جو اپنے یتیم بچوں کے خودکفیل ہونے یا مرنے تک اپنے نفس کو عقدِ ثانی سے روکے رکھے اور اس خدمتِ یتامیٰ کی راہ میں اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جائے تو ایسی عورت اور میں قیامت کے دن اس قدر قریب ہونگے جیسے یہ انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی۔

ہم نے اس حدیث کو کسی جگہ یتامیٰ کی دستگیری کے سلسلے میں درج کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی تائید اُن بے شمار احادیث سے ہوتی ہے جنہیں یتامیٰ کی پرورش پر ابھارا اور زور دیا گیا ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار مشکل ہے کہ بیواؤں اور یتیموں کا تعلق اتنا گہرا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے مسئلے کو دوسرے کے بغیر حل نہیں کیا جاسکتا۔ یا یوں کہئے کہ بیواؤں اور یتیموں میں کسی ایک کے مسئلے کا حل قدرۃً دوسرے کے مسئلے کا حل پیدا کر دیتا ہے۔ اگر بیواؤں کی کفالت کی جائے تو ان کے یتیم بچوں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور اسی طرح یتیموں کے مسئلے کا حل ان کی بیوہ ماؤں کو پسِ پشت ڈال کر نہیں تلاش کیا جاسکتا۔ ان دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ان کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

کیا عجب کہ ان دونوں طبقوں کی معنوی پیوستگی اور غیر منقطع تعلق و ربط کی وجہ سے عربی لغت میں لفظ "یتیم" کا اطلاق "بے باپ کے بچے" کی طرح "بے شوہر عورت" پر بھی ہوتا ہے جس کے لئے ایک دوسرا لفظ ایامیٰ بھی ہے۔ یہ وحدت معنی خود بتاتی ہے ایامیٰ اور یتامیٰ ایک دوسرے سے گتھے ہوئے اور پیوستہ ہیں اور جب ان کی دشواریوں کا حل تلاش کیا جائے گا تو ایک ہی حل ان دونوں کے لئے حل بن جائے گا۔ یہ واقعہ ہے کہ ایسا حل بجز تعدد ازدواج کے اور کچھ نہیں۔ یہ تعدد ازدواج کی اجازت اگر محض افراد کی ذاتی خواہشوں کی تکمیل کے ہوتی تو اس پر کسی قید و بند کے لگانے کی ضرورت نہ تھی۔

چونکہ اس اجازت کے غلط استعمال کا امکان بہت زیادہ ہے اس لئے اس اجازت کے ساتھ ساتھ کئی شرطیں ـــ مثلاً معاشی فارغ البالی، عدل و انصاف اور جنسی صلاحیت وغیرہ ضروری

ہو کیونکہ یہ ہر جگہ ضروری نہیں ہوتی)

اس موقعے پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں عدل سے مراد صرف ازواج کے درمیان ہی عدل کرنا نہیں بلکہ ازواج کی اولاد کے درمیان بھی عدل ضروری ہے اور یہ بڑے حوصلے والوں کا کام ہے۔ اگر تعدد ازواج لاولد ہوں تو صرف ان ازواج کے درمیان عدل کو قائم رکھنا بھی بلاشبہ بڑے دل گردے کا کام ہے لیکن اگر دوسری بیوائیں اپنی یتیم اولاد کے ساتھ کسی صاحب اولاد مرد کی بیوی بنیں تو اپنی صلبی اولاد اور سوتیلی اولاد کو ایک نظر سے دیکھنا ایسے ہی افراد کا کام ہے جو فوق البشری قوتوں کے مالک ہوں

یہاں پیش نظر حدیث نبوی میں ایسی عورتوں کا ذکر ہے جو خود بھی یتیم (بے شوہر) ہوں اور ان کے بچے بھی یتیم (بن باپ) ہوں۔ ہر چند کہ عقد ثانی کی اجازت ان کے لئے بھی ہے اور وانکحوا الایامی منکم کے عام قرآنی حکم میں یہ بھی آجاتی ہیں لیکن لاولد بیواؤں اور ان صاحب اولاد بیواؤں میں ایک بڑا نفسیاتی فرق ہے جو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مرد اگر صاحب اولاد ہے جب بھی اور لاولد ہے جب بھی، وہ اپنی سوتیلی اولاد کے ساتھ اپنی اصلی اولاد جیسی محبت و دلچسپی نہیں پیدا کر سکتا۔ اور خود عورت کا ذہن بھی دو حصّوں میں بٹ جاتا ہے۔ ایک طرف نئے شوہر کی رضاجوئی کی فکر ہوتی ہے اور دوسری طرف اپنی اس شکمی اولاد کی طرف جس سے اس نئے شوہر کو کوئی صلبی تعلق نہیں ہوتا۔

اس دودماغی الجھن سے بچانے کے لئے بیوہ کو ایک اور بلند منزل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس کے مال و جاہ اور اس کے جمال کی کشش مردوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اسے پیغام نکاح دیں لیکن یہ یکطرفہ حل ہے صرف بیواؤں کا۔ انہیں اس کے یتیم بچوں کی فکر بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں یہ بچے پدری شفقت سے گویا پھر بھی محروم رہتے ہیں۔ اس پیچیدگی کا حل یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ایسی بیوہ اپنی تمام قوتوں کو یکسو ہو کر اپنی یتیم اولاد کی تربیت و پرورش اور تعلیم و اصلاح میں لگادے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کا دماغ نفسیاتی لحاظ سے دو حصّوں میں منقسم ہو جائے اور پھر بھی کسی ایک کی تکمیل نہ ہو سکے۔ اگر وہ عقد ثانی کرے اور اس کے بعد اور بھی اولادیں ہو جائیں تو ماں تو دونوں کو ایک نظر سے دیکھے گی لیکن باپ کے لئے مطلوبہ عدل کو برقرار رکھنا ایک بڑی نایاب جنس ہے۔

یہاں اس فرمان نبوی کے پردے میں ایک بڑی حقیقت اور بھی جھانک رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ چند افراد کی تربیت و تکمیل جو سوسائٹی کے لئے اچھے افراد ہوں، ایسی بے شمار اولاد پیدا کرنے سے بہتر ہے جن کی تکمیل ذات کا کوئی مادّی و روحانی سامان موجود نہ ہو۔ اگر محض اولاد کی کثرت بلا تربیت مقصود ہوتی تو حضورؐ ہر بیوہ کے عقد ثانی پر زور دیتے، حکم دیتے اور نہ کرنے پر وعید سناتے اور کسی حالت میں ایک بیوہ کو ترک عقد ثانی پر بشارت نہ دیتے۔ اس بشارت کا سبب صرف یہ ہے کہ تعدد ازدواج محض تعدد ازدواج کے لئے یا صرف کثرت

تولید کے لئے نہیں۔ بلکہ ایک اعلیٰ مقصد کے لئے ہے اور وہ ہے ایامیٰ و یتامیٰ کے مسائل کا حل۔ لیکن ایسے ہی کسی اور اعلیٰ مقصد کے لئے تجرّد کی زندگی بھی عبادت ہو سکتی ہے اور وہ ہے یکسوئی کے ساتھ تربیت اولاد۔

ایک اور حقیقت پر بھی غور کیجئے عقد ثانی نہ کرنا بھی ایک واضح ضبطِ تولید ہے۔ کثرتِ تولید تو اس کی متقاضی تھی کہ ہر عورت کے لئے عقد ثانی کو لازمی قرار دیا جائے لیکن یہاں اس ضبطِ تولید کو ــــ بشرطیکہ وہ اعلیٰ مقصد کے لئے ہو ــــ ایک ایسی عبادت قرار دیا گیا ہے جو ایک بیوہ کو سبابہ و وسطیٰ کی دو انگلیوں کے برابر قُربِ نبوی کا شرف بخشتی ہے۔ اس کا مقصد بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جہاں تزوجوا الولود الودود کے مواقع آسکتے ہیں وہاں ایسے مواقع بھی آسکتے ہیں جہاں چند افراد کی تکمیل و تربیت پر قانع رہنے کو بے شمار بے تربیت اولاد پیدا کرنے پر ترجیح حاصل ہے۔ (محمد جعفر)

مطبوعاتِ بزمِ اقبال

مجلۂ اقبال۔ مدیر: ایم۔ ایم۔ شریف۔ بشیر احمد ڈار

سہ ماہی اشاعت۔ دو انگریزی۔ دو اُردو شماروں میں قیمت سالانہ دس روپے۔ صرف اُردو یا انگریزی پانچ روپے۔

میٹا فزکس آف پرشیا	مصنفہ علامہ اقبال	۵ ۰ ۰
امج آف دی وسٹ ان اقبال	مصنفہ مظہر الدین صدیقی	۲ ۰ ۰
اقبال اینڈ والنٹرزم	مصنفہ بشیر احمد ڈار	۶ ۰ ۰
ذکرِ اقبال	مصنفہ مولانا عبد المجید سالک	۵ ۰ ۰
اقبال اور مُلاّ	مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۰ ۱۲ ۰
مکاتیبِ اقبال	بنام خان محمد نیاز الدین خان مرحوم	[illegible] ۴ ۰
تقاریر یوم اقبال	سنہ ۱۹۵۴ء	۱ ۴ ۰
علامہ اقبال	مترجمہ صوفی غلام مصطفےٰ تبسم	۱ ۸ ۰
فکرِ اقبال	ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۱۰ ۰ ۰

ملنے کا پتہ:۔ سیکرٹری بزمِ اقبال ــــ کلب روڈ لاہور